ہفتہ وار رسالہ: 478
WEEKLY BOOKLET: 478

بولنے کے فتنے

(امیرِ اہلِ سنّت کی کتاب ”گفتگو کے آداب“ سے آٹھویں قسط)

(صفحات: 16)

باتیں زیادہ خطائیں زیادہ	04
وحشتِ قبر سے بچانے والا عمل	05
حکمتِ لقمان کیا ہے؟	08
تین سوڈانی بھی اہلِ جنّت کے سردار	11

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

بولنے کے فتنے (1)

دُعائے عطّار: یا اللہ پاک! جو کوئی 16 صفحات کا رسالہ "بولنے کے فِتنے" پڑھ یا سُن لے اُسے زبان کے فتنوں سے بچا دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرما، اس کو ماں باپ سمیت جنّتُ الفِردوس میں بے حساب داخلہ عطا فرما۔ اٰمین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم

دُرود شریف کی فضیلت

صحابیِ مصطفٰے حضرتِ جابر رضی اللہُ عنہ کے والدِ گرامی حضرتِ سَمُرَہ سُوَائی رضی اللہُ عنہ رِوایت فرماتے ہیں کہ ہم سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دربارِ عالیشان میں حاضر تھے کہ ایک شخص حاضِر ہو کر عرض گُزار ہوا: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اللہ پاک کی بارگاہ میں سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ تو محبوبِ خدا، سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "سچ بولنا اور امانت ادا کرنا۔" (راویِ حدیث حضرتِ سَمُرَہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مزید کچھ اِرشاد فرمائیے! فرمایا: "کثرتِ ذِکر اور مجھ پر دُرودِ پاک پڑھنا کہ یہ عمل فَقْر (یعنی غُربت) کو دُور کرتا ہے۔"

(القول البدیع، ص273 مختصراً)

بہرِ رَفعِ مرض و زحمت و رَنج و کُلفت — ڈھونڈتے پھرتے ہیں وہ لوگ کہاں کا تعویذ
تم پڑھو صاحبِ لَولاک پر کثرت سے دُرود — ہے عَجَب دردِ نِہاں اور اَماں کا تعویذ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ❀❀❀ صَلَّى اللهُ عَلٰى مُحَمَّد

(1) ... یہ مضمون امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "فضول باتوں سے بچنے کی فضیلت" صفحہ 104 تا 115 سے لیا گیا ہے۔

www.dawateislami.net

زبان کی آفتیں بہت زیادہ ہیں

صحابیِ رسول حضرتِ سیِّدُنا عبدُ اللہ ابنِ مسعود رضی اللہُ عنہ نے فرمایا کہ زَبان کو ہر چیز سے زیادہ قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے۔(معجم کبیر،9/149)(کیونکہ زَبان کی آفتیں بہت زِیادہ ہیں)اِنسان کے سر گناہوں کا بوجھ لَدوانے میں زَبان سب اَعْضا (یعنی PARTS)سے بڑھ کر ہے۔ گناہوں سے بچانا سب اَعْضا کو ضروری ہے لیکن(دیگر اعضا کے مُقابلے میں)زَبان کی دیکھ بھال اور اِس پر قابو پانا سب سے بڑھ کر اَہم وضروری ہے۔

عمر بن عبدُ العزیز پُھوٹ پُھوٹ کر روئے

حضرتِ ابو عبدُ اللہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا کہ ایک عالِم صاحِب حضرتِ عمر بن عبدُ العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کے سامنے کہنے لگے:"خاموش عالِم" بھی بولنے والے عالِم ہی کی طرح ہوتا ہے۔ فرمایا: میرا ذہن یہ ہے کہ بولنے والا عالِم قِیامت کے دن چُپ رہنے والے عالِم سے افضل ہوگا اِس لئے کہ بولنے والے عالِم کا نَفع لوگوں کو پہنچتا ہے جبکہ چُپ رہنے والے عالِم کو صرف ذاتی فائدہ مِلتا ہے۔ وہ عالِم صاحب بولے:"یا امیرَ المؤمنین! کیا آپ بولنے کے فِتنوں سے ناواقِف ہیں؟" حضرتِ عمر بن عبدُ العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ یہ سُن کر پُھوٹ پُھوٹ کر روئے۔(الصمت،7/345، قول نمبر:648) اللہ ربُّ العِزَّت کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صدقے ہماری بے حساب مغفِرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم

حکایت کی وضاحت

اے عاشقانِ رسول! ہمارے بُزُرگوں کی اِحتیاطیں اور جذبۂ خوفِ خدا مرحبا! البتّہ اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ مُحتاط عُلَمائے دین کا وَعظ و نصیحت فرمانا، شرعی اَحکام بتانا،

مُبلِّغِین کا سنّتوں بھرا بیان کرنا، نیکی کی دعوت دینا، خاموشی کے مُقابلے میں افضل ترین عمل ہے۔ مگر اُن عالم صاحِب کا حضرت عمر بن عبدُ العزیز رحمۃُ اللہِ علیہ کی بارگاہ میں عبرت کے لئے یہ عرض کرنا کہ ”کیا آپ بولنے کے فتنوں سے ناواقِف ہیں؟“ اپنی جگہ دُرُست تھا اور امیرُ المؤمنین رحمۃُ اللہِ علیہ کا خوفِ خدا سے زار و قطار رونا بھی اُن عالِم دین کے ان الفاظ کی تہ تک پہنچنے کی وجہ سے تھا۔ واقعی اچھا بولنا اگرچِہ مخلوق کیلئے نَفع بخش ہے لیکن خود بولنے والے کے لئے اِس میں کئی خطرات موجود ہیں مثلاً اگر اچھا مُبلِّغ ہے تو اپنی خوش بیانی اور گفتگو کی رَوانی پر دوسروں کی طرف سے مِلنے والی داد و تَحسین کے سبب یا صرف اپنی صلاحیت پر گھمنڈ (یعنی تکبُّر) کے باعث یا اپنے آپ کو ”کچھ“ سمجھنے اور دوسروں کو حقیر (یعنی گھٹیا) جاننے یا صرف نفسانیت کی وجہ سے دوسروں پر دَھاک بِٹھانے اور اپنی واہ واکروانے کی خاطر مُشکل یا خوبصورت الفاظ و مُحاوَرے وغیرہ بولتے رہنے وغیرہ وغیرہ فِتنوں میں پڑ سکتا ہے۔ اگر عَرَبی بول چال پر عُبور ہوا تو بات و بیانات میں اپنی عَرَبی دانی کا سِکّہ جمانے کی خاطر خوب عربی مَقولوں وغیرہ کے استعمال کے فِتنے میں مُبتَلا ہو سکتا ہے، اِسی طرح جس کی آواز اچھی ہو وہ بھی خطروں میں گِھرا رہتا ہے، چونکہ لوگ اکثر ایسوں کی تعریف کرتے ہیں جس پر ”پُھول“ کر اُس کے مغرور ہو جانے، اچھی آواز کو اللہ پاک کی عطا سمجھنے کے بجائے اپنا کمال سمجھ بیٹھنے وغیرہ غلطیوں کا خَدشہ (یعنی ڈر) رہتا ہے۔ تو اُن عالِم دین کا ”بولنے“ کے مُتعلِّق خبردار کرنا دُرُست ہے اور واقعی جو مُبلِّغ بیان کی جانے والی بُری صِفات رکھتا ہو اُس کا بولنا اُس کے اپنے حق میں بہت بڑا فتنہ اور بربادیٔ آخرت کا سامان ہے اگرچِہ مخلوق کو اُس سے نَفْع پہنچتا ہو۔

مُتاثِّر کرنے کے لئے بات چیت کے مختلف انداز اختیار کرنا

لوگوں کو اپنے سے متاثِّر (مُ۔تَ۔اَثْ۔ثِر) کرنے کے لیے بنا سَجا کر باتیں کرنا اور یوں انہیں اپنا مُعتَقِد (یعنی عقیدت مند) بنانا بہت زیادہ بُرا کام ہے، اب جو حدیثِ پاک بیان کی جارہی ہے اس سے وہ لوگ درس حاصل کریں جو اگرچہ بظاہر نیک بھی ہوتے ہیں لیکن ہر وَقت "مَیں مَیں" کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کو اپنی ذات کا گرِوِیدَہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس نے بات کہنے کے مختلف انداز اس لیے سیکھے کہ اِس کے ذریعے لوگوں کے دِلوں کو قید کرے (یعنی لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنائے)، اللہ پاک قِیامت کے دن اُس کے نہ فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔" (ابوداود، 4/391، حدیث: 5006)

مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ مُبارَکہ کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ایک مضمون کو مختلف عبارتوں سے بیان کرنا، اچھی عبارت بولنا، جُھوٹی بات سچّی کرکے دِکھانا یعنی جو عالم لچّھے دار گفتگو زَنّاٹے کی تقریریں کرنا اِس لیے سیکھے کہ لوگ اس کے جال میں پھنس جائیں، لوگ اس کے مُعتَقِد (یعنی عقیدت مند) ہو جاویں۔ (مرآت، 6/439)

باتیں بھی زیادہ خطائیں بھی زیادہ

باتونی شخص کو جھوٹ، غیبت، چُغلی، لوگوں کو گالی دینا وغیرہ وغیرہ گناہوں میں مُبتَلا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ اِسی طرح مالدار شخص کو دولت زیادہ ہونے کی وجہ سے ظُلم و تکبُّر وغیرہ گناہوں میں پڑنے کا خطرہ رہتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا حَسَن بَصری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ ﴿1﴾ جو زیادہ بولتا ہو گا اُس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی ﴿2﴾ جس کا مال زیادہ ہو گا اُس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور ﴿3﴾ جس کے اَخلاق بُرے ہوں گے وہ مُبْتَلائے عذاب ہو گا۔(تنبیہ الغافلین،ص117)

جیسا سفر ،ویسازادِ سفر ہونا چاہیے

مشہور صحابی حضرتِ ابو ذَر غِفاری رضی اللہُ عنہ ایک بار کعبۃُ اللہ شریف کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے: جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں جُنْدُب بِن جُنادہ ابو ذَر غِفاری ہوں، ایک ہَمْدرد و مہربان مسلمان بھائی کے پاس آؤ! لوگ آس پاس جمع ہو گئے۔ تو فرمانے لگے: لوگو! تم میں سے کوئی شخص جب دُنیا کے کسی شہر کے سفر کا اِرادہ کرتا ہے تو زادِ راہ (یعنی سامانِ سفر) کے بغیر سفر نہیں کرتا تو وہ شخص کیسا ہے جو آخِرت کا سفر بِلا زَادِ راہ کرنا چاہتا ہے؟ لوگوں نے پوچھا: اے ابو ذَر! ہمارا زادِ سفر کیا ہونا چاہیے؟ فرمایا: ”رات کے اَندھیرے میں دو رَکعت نماز قبر کی وَحشت (یعنی گھبراہٹ) سے بچنے کے لیے اور سخت گرمی کے روزے قیامت کے دن کے لیے اور مَساکین پر صَدَقہ کرنا تاکہ تم کو سخت دن کے عذاب سے نَجات مِلے اور دُوسرے بڑے بڑے اُمور کے لیے حج کرنا۔ دُنیا کو دو حِصّوں میں تقسیم کرلو، ایک حِصّہ طَلَبِ دُنیا کے لیے اور ایک حصّہ طلبِ آخرت کے لیے۔ اِس کے علاوہ تیسرا حِصّہ بنانا مُضِر (یعنی نقصان دہ) ہے، مفید نہیں۔ اِسی طرح اپنی بات چیت بھی دو طرح کی بنالو، ایک وہ جو تمہاری دُنیا میں کام دے، دوسری وہ جو آخِرت میں کام آئے اور تیسری مُضِر (یعنی نقصان دہ) ہے، مفید نہیں۔“ پھر فرمانے لگے: ”آہ! مجھے اُس دِن کے غم نے ہلاک کر دیا ہے جس کی میرے پاس کوئی تَلافی (یعنی علاج) نہیں۔“ عرض

کیا گیا: وہ کیا ہے ؟ فرمایا: ”میری اُمّیدیں میری عمر سے بھی تجاوُز کر(یعنی آگے بڑھ) گئیں اور میں اپنے عمل سے غافل ہو گیا ہوں۔“ (تنبیہ الغافلین، ص118)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! حضرتِ ابو ذَر غِفاری رضی اللہ عنہ نہایت ہی پرہیزگار ہونے کے باوجود اپنے بارے میں اِنکساراً فرمارہے ہیں کہ ”میں اپنے عمل سے غافل ہو گیا ہوں۔“ تو پھر ہمارا کیا بنے گا؟ کہ ہم تو کوئی نیکی کر بھی نہیں پاتے اور اگر ٹُوٹی پُھوٹی عبادت کر بھی ڈالی تو شیطان دِل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ تُو بہت نیک ہے تُو شریف آدمی ہے اور شیطان کی باتوں میں آکر ہم بھی اِس خوش فہمی میں مُبتَلا ہو جاتے ہیں کہ ہاں! واقعی ہم نیک آدمی ہیں۔ اِس واقعے سے خُصوصاً ہمیں اِنکسار و عاجِزی کا دَرس حاصل کرنا چاہیے کہ خواہ ہم کتنے ہی نیک کام کریں، خود کو گنہگار ہی تَصَوُّر کرنا چاہیے۔

گھر میں سنّتوں بھرا ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار

اے عاشقانِ رسول! بے ضرورت بات، ہنسی مذاق اور تُو تَڑاق کی عادات نکال دینے سے گھر میں بھی آپ کا وقار بلند ہو گا اور جب گھر کے افراد آپ کے سَنجیدہ پَن سے مُتَأَثّر (مُ۔تَ۔اَث۔ثِر) ہوں گے تو اِن شاءَ اللہ اُن کے دل پر آپ کی ”نیکی کی دعوت“ جلد اثر کرے گی اور گھر میں سُنّتوں بھرا ماحول بنانے میں آسانی ہو جائے گی۔ چنانچہ ”دعوتِ اسلامی“ کے سُنّتوں بھرے اجتماع میں خاموشی کی اَہمیت پر کیا ہوا ایک سنّتوں بھرا بیان سُن کر اَلحمدُ لِلّٰہ! ایک باتونی اسلامی بھائی نے خاموشی کی عادت ڈالنی شروع کر دی، سُبْحٰنَ اللہ! اس کا انہیں فائدہ بھی پہنچنے لگا، ”ابو الفُضُول“ ہونے کی وجہ سے گھر کے افراد ان سے بدظن تھے مگر جب سے چُپ رہنا شروع کیا ہے، گھر میں ان کی ”پوزیشن“ بَن گئی ہے اور خُصوصاً

اُن کی امّی جان جو کہ اُن سے بیزار رہا کرتی تھیں اب خوش ہو گئی ہیں، چونکہ پہلے وہ بہت "بَکّی" (بَ۔کّ۔ی۔یعنی بَک بَک کے عادی) تھے لہٰذا ان کی اچھی باتیں بھی بے اثر ہو جاتی تھیں مگر اب وہ امّی جان کو جب بھی کوئی سنّت وغیرہ بتاتے ہیں تو وہ نہ صرف دِلچسپی سے سنتی ہیں بلکہ عمل کرنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔

بڑھتا ہے خَموشی سے وقار اے مِرے پیارے
گھر والے بھی ہو جائیں گے خوش آپ سے سارے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

غیر ضروری سوالات کی آفات

حضرتِ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بے فائدہ گفتگو میں سے تمہارا دوسرے سے غیر ضروری چیز کے بارے میں سوال کرنا بھی ہے اور اس طرح کا سوال کرکے تم اپنا بھی وقت ضائع کرو گے اور دوسرے کو بھی جواب دینے کے ذریعے وقت ضائع کرنے پر مجبور کر دو گے اور یہ بھی اس وقت ہے جب سوال کرنے میں کوئی آفت نہ ہو ورنہ اکثر سوالات میں عموماً آفات ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر تم کسی سے اس کی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے پوچھو کہ کیا تم روزہ دار ہو؟ اگر اس نے ہاں میں جواب دیا تو وہ اپنی عبادت کا اظہار کرنے والا ہوا اور یوں وہ ریاکاری میں پڑ سکتا ہے۔ اگر وہ رِیاکاری میں نہ بھی پڑے تب بھی اس کی عبادت پوشیدہ (یعنی چُھپی ہوئی) عبادت کے رجسٹر سے خارِج ہو جائے گی اور پوشیدہ عبادت، علانیہ (یعنی کُھلَّم کُھلَّا) عبادت سے کئی دَرجے فضیلت رکھتی ہے اور اگر وہ کہتا ہے کہ نہیں تو وہ جھوٹ بولنے والا ہوگا اور اگر وہ خاموش رہے تو وہ

تمہیں حقیر سمجھنے والا ہوا اور اس سبب سے تم اَذیّت اُٹھاؤ گے اور اگر وہ جواب دینے میں ٹال مَٹول سے کام لے تو اسے مَشقَّت اُٹھانی پڑے گی تو تم ایک سوال کے سبب اسے ریاکاری یا جھوٹ بولنے یا حقیر جاننے یا جواب کو ٹالنے کی زد میں لے آئے۔

ایسے ہی تمہارا اس کی دیگر عبادات کے بارے میں سوال کرنا ہے اور اسی طرح گناہ اور ہر اس چیز کے بارے میں سوال کرنا ہے جسے وہ لوگوں سے چُھپاتا اور اسے بتانے سے شرماتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے سے گفتگو کر رہا ہو اور بعد اَز گفتگو تم اس سے پوچھو کہ تم کیا کہہ رہے تھے اور کس بارے میں بات کر رہے تھے؟ اور ایسے ہی راستے میں تم کسی شخص کو دیکھ کر اس سے دَرْیافت کرو کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ تو بعض اوقات کوئی ایسی رُکاوٹ حائِل ہوتی ہے جو اس کو بتانے سے روکتی ہے اور اگر بیان کر دیتا ہے تو اسے اَذیّت (یعنی پریشانی) ہوتی ہے اور شرم آتی ہے اور اگر وہ سچ نہیں بولتا تو جھوٹ میں جا پڑتا ہے جس کا سبب تم بنتے ہو۔ ایسے ہی تم کوئی ایسا مسئلہ پوچھو جس کی تمہیں حاجت نہ ہو اور جس سے سوال کیا گیا ہوتا ہے بعض اوقات اس کا نفس لَاۤ اَدْرِی (یعنی میں نہیں جانتا) کہنے پر راضی نہیں ہوتا اور یوں وہ معلومات نہ ہونے کے باوجود جواب دے دیتا ہے۔ (غیر ضروری سوالات کی مثالیں آگے آرہی ہیں) (احیاء العلوم، 3/140)

سَیِّدُنا لُقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ کی حِکْمت

حضرت سَیِّدُنا لُقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ سے عرض کی گئی: آپ کی حکمت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: "جس چیز کی مجھے ضرورت نہیں ہوتی اُس کے بارے میں سوال نہیں کرتا اور جو چیز مجھے فائدہ نہیں دیتی اس میں نہیں پڑتا۔" (احیاء العلوم (اردو)، 3/345)

خاموشی دانائی ہے(واقعہ)

بے فائدہ گُفتگو سے میری مراد اس قِسم کے سوالات نہیں کیونکہ ان سے تو گناہ یا ضَرَر (یعنی نقصان) پہنچتا ہے۔ بے فائدہ گفتگو کی مثال وہ روایت ہے جو حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رحمۃُ اللهِ علیہ کے مُتعلِّق منقول (یعنی بیان کی گئی) ہے۔ چنانچہ اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت داؤد علیہ السّلام کی خدمت میں ایک بار حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللهِ علیہ حاضر ہوئے، اس وقت آپ علیہ السّلام زِرَہ (یعنی فولاد کا جالی دار کُرتا جو لڑائی میں پہنتے تھے) بنا رہے تھے اور چونکہ آپ نے اس سے پہلے زِرَہ نہیں دیکھی تھی اس لئے اسے دیکھ کر تَعَجُّب کرنے لگے اور اس بارے میں سوال کرنا چاہا تو "حکمت" کے سبب سوال کرنے سے باز رہے۔ جب حضرت داؤد علیہ السّلام زِرَہ بنانے سے فارِغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور اسے پہن کر ارشاد فرمایا: "جنگ کیلئے زِرہ کیا ہی اچھی چیز ہے۔" یہ سُن کر حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللهِ علیہ نے کہا: "خاموشی حکمت ہے مگر اس کو اختیار کرنے والے کم ہیں۔" یعنی سوال کے بغیر ہی اس کے مُتعلِّق علم ہو گیا اور سوال کی ضرورت نہ رہی۔

(احیاء العلوم (اردو)، 3/347)(احیاء العلوم، 3/141)

بے فائدہ گفتگو کسے کہتے ہیں؟

حضرتِ امام محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللهِ علیہ فرماتے ہیں: بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللهِ علیہ ایک سال تک حضرت داؤد علیہ السّلام کی بارگاہ میں اس ارادے سے حاضر ہوتے رہے کہ انہیں زِرَہ کے بارے میں بغیر سوال کئے معلوم ہو جائے۔ یہ اور اس طرح کے سوالات میں جب نقصان اور عیب کُھلنا نہ ہو نیز ریاکاری اور جھوٹ میں مُبتَلا ہونا

نہ پایا جائے تو یہ بے فائدہ گفتگو ہے اور اسے چھوڑ دینا اسلام کی خوبی سے ہے۔ یہ بے فائدہ گفتگو کی تعریف تھی۔(احیاء العلوم (اردو)،3/347)

حضرت لقمان حکیم کے بارے میں معلومات

حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ کی شان بہت بلند و بالا ہے، قراٰنِ کریم پارہ 21 میں آپ کے نام پر ایک پوری سورت ''سُوْرَةُ لُقْمٰن'' کے نام سے موجود ہے۔ اللہ پاک سُوْرَةُ لُقْمٰن آیت 12 میں حِکمتِ لقمان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾

آسان ترجمۂ قرآن کنز العرفان: اور بیشک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر ادا کر اور جو شکر ادا کرے تو وہ اپنی ذات کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو بیشک اللہ بے پرواہ ہے، حمد کے لائق ہے۔

لقمان حکیم کون تھے؟

صِراطُ الجنان جلد 7 صفحہ 483 پر ہے: حضرت وَہب رضی اللہُ عنہ کا کہنا ہے کہ حضرت لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ حضرت اَیّوب علیہ السّلام کے بھانجے تھے جبکہ (قراٰنِ کریم کے) مُفَسِّر مَقاتِل (رحمۃُ اللہِ علیہ) نے کہا کہ حضرت اَیّوب علیہ السّلام کی خالہ کے بیٹے تھے۔ آپ نے حضرت داوٗد علیہ السّلام کا زمانہ پایا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ حضرت داوٗد علیہ السّلام کے اعلانِ نُبُوَّت سے پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے اور جب آپ (یعنی حضرت داوٗد) علیہ السّلام نبوّت کے مَنْصب پر فائز ہوئے (یعنی اعلانِ نبوّت کیا) تو حضرت لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ نے فتویٰ دینا بند کر دیا۔ آپ رضی اللہُ عنہ کے

نبی ہونے میں اختلاف ہے، اکثر عُلَما اسی طرف ہیں کہ آپ حکیم (یعنی صاحبِ حکمت و دانائی) تھے نبی نہ تھے۔ (تفسیر بغوی، 3/423، تفسیر مدارک، ص917)

حضرت لقمان جنّت کے سرداروں میں سے ہیں

حضرت عبدُ اللہ بن عبّاس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے، تاجدارِ رِسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سُوڈانیوں کی صحبت اختیار کرو کیونکہ ان میں سے تین حضرات اہلِ جنّت کے سرداروں میں سے ہیں: ﴿1﴾ حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ ﴿2﴾ حضرت نَجاشی رحمۃُ اللہِ علیہ ﴿3﴾ مُؤَذِّنِ (رسول) حضرت بلال رضی اللہُ عنہ۔“

(معجم کبیر، 11/158، حدیث: 11482)

حِکمت کی 4 تعریفات

حکمت کی کئی تعریفات (DEFINITIONS) ہیں جن میں سے ”صِراطُ الْجِنان“ جلد 7 صفحہ 484 پر یہ چار بیان کی گئی ہیں: ﴿1﴾ حِکمت عَقْل اور فَہْم (یعنی سمجھ) کو کہتے ہیں ﴿2﴾ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے ﴿3﴾ حکمت مَعْرِفَت (یعنی پہچان) اور کاموں میں پُختگی (یعنی مضبوطی) کو کہتے ہیں ﴿4﴾ حکمت ایسی چیز ہے کہ اللہ پاک اسے جس کے دل میں رکھتا ہے یہ اس کے دل کو روشن کر دیتی ہے۔ (تفسیر خازن، 3/470)

حضرت لقمان طِبّ (یعنی علاج) کے بھی حکیم تھے

حضرتِ علّامہ اسماعیل حَقّی رحمۃُ اللہِ علیہ ”رُوحُ البیان“ میں لکھتے ہیں: حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ طِبّ (MEDICAL) اور حقیقی علم و حکمت کے حکیم تھے۔

(تفسیر روح البیان، 7/73)

www.dawateislami.net

واش روم میں دیر تک بیٹھنے کے نقصانات

حضرتِ عِکْرِمہ رحمۃُ اللہِ علیہ بیان کرتے ہیں: ان کا آقا اِستنجاخانے (یعنی ٹائلٹ۔TOILET) میں گیا تو دیر لگادی، حضرت لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ نے آواز دی: یہاں دیر تک بیٹھنے سے جِگر کو نقصان پہنچتا ہے اور بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے اور گرمی سر کو چڑھ جاتی ہے، تھوڑی دیر کے لیے اِستنجاخانے میں بیٹھو اور بہت جلد فارغ ہو کر آجاؤ۔ حضرت لقمان کے اس نُسخے کو لکھ کر دروازے پر لٹکا دیا گیا۔ (تفسیر دُرِّ منثور، 6/510)

زبان و دل بگڑ جائیں تو۔۔۔

حضرت لقمان حکیم رحمۃُ اللہِ علیہ کے آقا نے کہا: بکری ذَبح کر کے اس کے سب سے بہترین دو حصّے لے آئیے، آپ زبان و دل نکال کر لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد آقا نے ان سے دوبارہ کہا: بکری ذَبح کر کے اس کے سب سے بدترین حصّے لے آئیے، آپ نے پھر زبان و دل لا کر حاضر کر دیئے، آقا کے پوچھنے پر حضرت لقمان رحمۃُ اللہِ علیہ نے کہا: اگر زبان و دل صحیح ہوں تو سب سے بہتر ہیں اور اگر یہ بِگڑ جائیں تو ان سے بڑھ کر بُری چیز کوئی نہیں۔ (تفسیر طبری، 10/209)

فُضُول سوالات کی مثالیں

❀ بغیر ضرورت پوچھنا: یہ کتنے میں لیا؟ وہ کتنے میں مِلا؟ فُلاں جگہ پلاٹ کا کیا بھاؤ چل رہا ہے؟ ❀ کسی کے مکان میں جانا ہوا یا کسی نے نیا مکان لِیا تو سوال کرنا کہ کتنے کا لیا؟ کتنے کمرے ہیں؟ کرایہ کتنا ہے؟ مکان مالک (LANDLORD) کیسا ہے؟ (مکان مالک کے مُتعلّق سوال بسا اوقات مَعاذَ اللہ غیبت و تہمت کا دروازہ کھولنے کا سبب بن سکتا ہے مثلاً کبھی کچھ اس طرح

گناہوں بھرا جواب بھی مِل سکتا ہے: ہمارا مکان مالک بَہُت سخت مزاج / بے رَحم / ٹیڑھا / کھوچڑا / خَر دماغ / وائڑا / کنجوس ہے) وغیرہ وغیرہ ❀ مُلاقاتی سے پوچھنا: آپ کے کتنے بچے ہیں؟ بڑے بیٹے (یا بیٹی) کی عمر کتنی ہے؟ اس کی منگنی (یا شادی) کرلی یا نہیں؟ ❀ اِسی طرح جب کوئی نئی دکان، کار یا اسکوٹر وغیرہ خریدے تو بِلاوجہ خریدنے والے سے اس کا بھاؤ، پائیداری (یعنی مضبوطی)، نقد، اُدھار، قِسطوں وغیرہ سے مُتعلّق سوالات کرنا ❀ بے چارہ مریض جس سے بولا تک نہ جاتا ہو اُس سے عِیادت کرنے والے کا بِلاضرورت طرح طرح کے سوالات اور دواؤں وغیرہ کی تفصیلات معلوم کرنا اور اگر آپریشن ہوا ہو تو زخم کے ٹانکوں (STITCHES) کی تعداد تک پوچھ لینا، حتّٰی کہ ''شرم کی جگہ'' کا مسئلہ ہو تب بھی بعض اُس کی پُوچھ گَچھ کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ اِس طرح کی فُضُولیات میں عورَتیں بھی مَردوں سے کسی طرح پیچھے نہیں رہتیں ❀ گرمی یا سردی کے موسم میں اِس کی کمی زیادتی کے موقع پر بِلاضرورت اِس طرح کی باتیں کرنا مثلاً گرمی کے موسم میں بعض ابو الفُضُول کا ''اُف! اُف'' کرتے ہوئے اِس طرح کہنا: ایک تو آج کل سخت گرمی ہے اور اُوپر سے بجلی بھی بار بار چلی جاتی ہے ❀ اسی طرح سردیوں میں اداکاری کے ساتھ دانت بجاتے ہوئے کہنا: آج تو بَہُت کڑاکے کی سردی ہے ❀ اگر بارش کا موسم ہے تو بِلاضرورت اس پر بھی تَبصِرہ (تَب۔صِ۔رَہ) کرنا: مثلاً آج کل تو بارِشیں بہت ہو رہی ہیں، ہر طرف پانی کھڑا ہو گیا ہے، اِنتِظامیہ کیچڑ صاف کروانے کا کوئی خیال نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ ❀ اِسی طرح مُلکی اور سیاسی حالات پر بِلانیتِ اِصلاح بے جا تَبصِرے، مختلف سیاسی پارٹیوں پر بِلاوجہ تنقیدیں ❀ کسی شہر یا ملک کا سفر کیا ہے تو وہاں کے پہاڑوں اور سبزہ زاروں کی غیرضروری مَنظر کشی، مکانوں اور سڑکوں کی

تفصیلات کا بِلا ضرورت بیان وغیرہ وغیرہ یہ سب فُضُول گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ البتّہ یہ یاد رہے کہ فضول باتوں کی جو مثالیں دی گئی ہیں ان کے مطابق اگر ہم کسی کو باتیں کرتا ہوا پائیں تو اپنے آپ کو بدگمانی سے بچائیں کیونکہ بعض اوقات جو باتیں ہمیں فضول لگ رہی ہوتی ہیں وہ کہنے والا کسی دُرُست مقصد کے تحت کہہ رہا ہوتا ہے جس کے سبب فضول نہیں رہتیں۔ مُباح چیزیں (یعنی جن میں نہ ثواب ہو نہ گناہ) اچھی نیت کے ساتھ کرنے سے کارِ ثواب بن جاتی ہیں۔

فُضُول گو کا جھوٹے مُبالغے سے بچنا دُشوار ہوتا ہے

یہ ذِہن میں رہے کہ فضول بولنا گناہ نہیں مگر فضول بات اسی صورت میں فضول ہوتی ہے جبکہ کم زیادہ کئے بغیر 100 فیصد صحیح صحیح کہی جائے۔ تَشْوِیش (یعنی پریشانی) کی بات یہ ہے کہ اِس طرح کی گفتگو کو ناپ تول کر دُرُست بیان کرنا کہ ”فضول“ کی حد سے آگے نہ بڑھے یہ بہت مشکل کام ہوتا ہے، بارہا جھوٹا مُبالَغہ (یعنی اصل کے خلاف حد سے زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کرنا) ہو جاتا ہے، کبھی فضول بولنے والا غیبتوں، تہمتوں اور ناحق دل آزاریوں وغیرہ کے دَلْدَل میں بھی جا پڑتا ہے۔ لہٰذا عافیت چُپ رہنے ہی میں ہے کہ ایک چُپ سو سُکھ۔

علاقے میں دینی ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار

ایک اسلامی بھائی ”دعوتِ اسلامی“ کے سنّتوں بھرے اجتماع میں خاموشی کے مُتعلّق سنّتوں بھرا بیان سُننے سے پہلے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے باوجود بہت فضول گو تھے، زیادہ دُرُود شریف پڑھنے کی بھی کوئی خاص ترکیب نہ تھی۔ جب انہوں نے چُپ رہنے کی کوشش شروع کی، روزانہ ایک ہزار دُرُود شریف پڑھنا نصیب ہونے لگا، اِس سے پہلے ان کا انمول وَقت اِدھر اُدھر کی فضول بحثوں میں برباد ہو جاتا تھا۔ انہوں نے خاموشی کی

کوشش شروع کرنے کے بعد بارہ دن میں پڑھے ہوئے 12 ہزار دُرُود شریف کا ثواب مجھ (سگِ مدینہ کو) تحفۃً پیش (یعنی ایصالِ ثواب) کیا۔ ان کے باتونی مزاج کے باعث ہونے والی اُلٹی سیدھی باتوں کی نَحُوست سے ان کے ذَیلی حلقے میں دعوتِ اسلامی کے دینی کام کو بھی نقصان پہنچ جاتا تھا۔ پچھلے دِنوں ان کے حلقے میں آپس کا اختلاف نمٹانے کے لیے مَدَنی مشورہ ہوا، حیرت بالائے حیرت کہ ان کی خاموشی کے سبب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! سارا جھگڑا آسانی ختم ہو گیا۔ ان کے ''نگران'' نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے بے تکلُّفی میں کچھ اس طرح فرمایا: ''مجھے بَہُت ڈر لگ رہا تھا کہ شاید آپ بحث شروع کریں گے اور بات کا بتنگڑ بن جائے گا لیکن آپ کے خاموشی اَپنانے کی نعمت نے ہمیں راحت بخشی۔'' دراصل بات یہ ہے کہ اِس سے قبل ان کی فُضُول بحث اور بَک بَک کی عادتِ بد کے سبب ''مَدَنی مشورے'' وغیرہ کا ماحول خراب ہو جایا کرتا تھا۔

دینی کاموں کے لیے مدنی ہتھیار

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ فُضُول باتوں سے بچنا دینی کاموں کیلئے بھی کس قدر مُفید ہے، لہٰذا جو سنّتوں کا مُبلّغ ہے اُسے تو خُصوصاً ہر حال میں سَنجِیدہ اور کم گو ہونا چاہیے۔ جو بَڑبَڑیا، باتونی، دوسروں کی بات کاٹنے والا، بار بار بیچ میں بول پڑنے والا، بات بات پر بحث و تکرار کرنے اور ''بال کی کھال'' اُتارنے والا ہو اُس کی وَجہ سے دین کے کام کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے، کیوں کہ خاموشی جو کہ شیطان کو مار بھگانے کا ''بہترین'' ہتھیار ہے اِس سے یہ باتونی شخص محروم ہے۔ حضرتِ ابو ذَر غِفاری رضی اللہ عنہ کو وَصیّت کرتے ہوئے مصطفٰے جانِ رَحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''خاموشی کی کثرت کو لازِم کرلو

www.dawateislami.net

کہ اس سے شیطان دَفع ہو گا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد ملے گی۔“

(شعب الایمان،4/ 242،حدیث:4942)

اللہ اِس سے پہلے ایماں پہ موت دیدے نقصاں مِرے سبب سے ہو سنّتِ نبی کا

(وسائل بخشش،ص178)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
زبان کی آفتیں بہت زیادہ ہیں	2	حضرت لقمان جنّت کے سرداروں میں سے ہیں	11
عمر بن عبدُ العزیز پُھوٹ پُھوٹ کر روئے	2	حِکمت کی 4 تعریفات	11
حکایت کی وضاحت	2	حضرت لقمان طِبّ (یعنی علاج) کے بھی حکیم تھے	11
متاثّر کرنے کے لئے بات چیت کے مختلف انداز اختیار کرنا	4	واش روم میں دیر تک بیٹھنے کے نقصانات	12
جیسا سفر، ویسا زادِ سفر ہونا چاہیے	5	زبان و دل بگڑ جائیں تو۔۔۔	12
گھر میں سنّتوں بھرا ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار	6	فُضُول سوالات کی مثالیں	12
غیر ضروری سوالات کی آفات	7	فُضُول گو کا جھوٹے مُبالغے سے بچنا دُشوار ہوتا ہے	14
سَیِّدُنا لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ کی حکمت	8	علاقے میں دینی ماحول بنانے میں خاموشی کا کردار	14
خاموشی دانائی ہے (واقعہ)	9		
لقمان حکیم کون تھے؟	10	دینی کاموں کے لیے مدنی ہتھیار	15

اگلے ہفتے کا رسالہ

978-969-722-698-6
01082565

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net